۱۹ رجب المرجّب ۱۴۴۷ھ / 09 جنوری 2026ء

گنوادی ہم جو اسلاف سے میراث پائی تھی

(سیرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور خصائلِ سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے چند لائق تقلید پہلو)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ ہَدَی اللّٰہُ فَبِہُدٰىہُمُ اقۡتَدِہۡ ؕ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا ؕ اِنۡ ہُوَ اِلَّا ذِکۡرٰی لِلۡعٰلَمِیۡنَ۔ [الانعام 90:06]

یہ بات محض عقیدت نہیں، بلکہ عین حقیقت ہے کہ دُنیا میں کوئی بھی قوم اتنے فخر کے ساتھ اپنے ماضی کا تذکرہ نہیں کر سکتی جس افتخار واعتزاز کے ساتھ مسلمان اپنے بڑوں کے کارناموں کا تذکرہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے بڑوں کی سیرت اور اُن کا کردار ایسا عالی شان تھا کہ ہم ساری دُنیا کے سامنے پورے وقار کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ "یہ ہمارے بزرگ ہیں"۔

یہ الگ بات ہے کہ ہم نے اپنے اَسلاف کے نقشِ قدم کو چھوڑ دیا اور اُن کی مبارک زندگیوں سے سبق حاصل کرنے کے بجائے ایسے اغیار کے پیچھے چل پڑے جن کا نہ تو "ماضی" قابلِ رشک ہے اور نہ ہی اُن کے "حال" کا کوئی حال ہے۔

اِسی بات کا رونا روتے ہوئے شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے کہا تھا:

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

یقیناً عصرِ حاضر کی اخلاقی گراوٹ اور اجتماعی تنزُّلی کا حل یہ ہے کہ ہم اپنے اکابر کے حالات پڑھیں اور اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی دُنیا و آخرت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔

ماہِ رجب میں کئی ایسی ہستیوں کا وصال ہوا کہ جن کے آثار راہِ ہدایت ہیں۔ اُن میں سے ایک شخصیت جلیل القدر صحابیِ رسول، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ تقریباً بیس سال شام کے گورنر رہے اور اتنا ہی عرصہ پوری اسلامی سلطنت کے سربراہ بھی رہے۔ آپ کی سیاسی بصیرت اور تدبُّر کی مثالیں اپنوں کے ساتھ ساتھ بیگانے بھی پیش کرتے ہیں۔

رجب کی نسبت والے اکابر میں ایک حسین نام سیدنا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔ آپ امام محمد باقر کے شہزادے ہیں اور وہ سیدنا علی زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لختِ جگر ہیں۔ والدہ کی جانب سے آپ کی نسبت خلیفۂ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق تک پہنچتی ہے؛ کیونکہ آپ کی والدہ حضرت قاسم بن محمد بن صدیقِ اکبر کی شہزادی ہیں اور آپ کی نانی حضرت اسماء سیدنا عبد الرحمٰن بن صدیقِ اکبر کی نورِ نظر ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اِن دونوں شخصیات پر اسلامی تاریخ میں بہت کچھ لکھا گیا ہے جسے پڑھنے اور اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

چنانچہ اکابر شناسی کا جذبہ بیدار کرنے اور اُن کی راہوں پر چل کر پھر سے عروج حاصل کرنے کا شعور پروان چڑھانے کے لیے آج کا خطبہ "گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی" کے عنوان سے ہو گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تحمل سے تجمل

عمومی طور پر لوگ ظاہری حُسن کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، حالانکہ اصل جمال تو یہ ہے کہ بندہ عمدہ اوصاف سے متّصف ہو۔ اگر چہرہ اُجلا ہو، مگر اخلاق بُرے ہوں تو انسان نہ ربِّ کریم کے حضور مرتبہ حاصل کر سکتا ہے، نہ ہی لوگوں کی نظر میں وقار ہوتا ہے.. جب کہ رنگت گوری نہ بھی ہو، مگر اخلاق عالی شان ہوں تو بارگاہِ الٰہی میں بھی قدر و منزلت نصیب ہوتی ہے اور لوگ بھی مَحبَّت و توقیر کرتے ہیں۔

اخلاقِ عالیہ میں سے ایک عمدہ وصف تَحَمُّل / بُردباری بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ حِلم والا ہے اور وہ پسند فرماتا ہے کہ اُس کے بندے بھی بُردباری کا مظاہرہ کیا کریں۔

"حِلم" کا مفہوم یہ ہے کہ غضب / غصہ آنے اور اُسے نافذ کرنے پر قادر ہونے کے باوجود انتقام نہ لینا، بلکہ معاف کر دینا۔

حلمِ سیدنا معاویہ: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ساتھ حلم و بردباری میں بھی نرالی شان رکھتے تھے۔ تاریخ نگاروں نے آپ کے تحمُّل کی ڈھیروں روایات ذکر کی ہیں، حتّٰی کہ امام محمد المعروف ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے اِس عنوان پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

ایک شخص نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر بہت سخت باتیں کیں، اہلِ خانہ کو اِس پر غصہ آیا اور اُنھوں نے کہا: لَوْ سَطَوْتَ عَلَيْهِ فَكَانَ نَكَالًا ۔ یعنی کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اِس کی گرفت فرمائیں؛ تاکہ یہ دوسروں کے لیے نشانِ عبرت بن جائے! آپ نے جواب میں نہایت خوب صورت بات ارشاد فرمائی: إِنِّي لَأَسْتَحْيِي أَنْ يَضِيقَ حِلْمِي عَنْ ذَنْبِ أَحَدٍ مِنْ رَعِيَّتِي ۔ یعنی (مَیں پوری ریاستِ اسلامیہ کا سربراہ ہوں اور عہدہ جتنا بڑا ہو ظرف بھی اُتنا ہی وسیع ہونا چاہیے) مجھے حیا آتی ہے کہ میرا حلم میری رعایا کے کسی فرد کے جُرم سے چھوٹا ہو جائے (میری بُردباری تمام رَعایا کے جرائم سے زیادہ ہونی چاہیے)۔

(حلم معاویۃ لابن ابی الدنیا، ص:22، رقم:14، دار البشائر۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:59، ص:179)

کسی شخص نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: لوگوں میں سب سے بڑا سردار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: أَسْخَاهُمْ نَفْسًا حِينَ يُسْأَلُ وَأَحْسَنُهُمْ فِي الْمَجَالِسِ خُلُقًا وَأَحْلَمُهُمْ حِينَ يُسْتَجْهَلُ ۔ "سب سے بڑا سردار" کہلانے کے لائق وہ شخص ہے جس میں تین اوصاف پائے جائیں: (1) سُوالی کے مانگنے پر سب سے زیادہ فراخ دل ہو۔ (2) لوگوں میں بیٹھے تو اُس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ 3) جب اُس کے ساتھ جاہلانہ رویّے کا مظاہرہ کیا جائے تو سب سے بڑھ کر بُردبار ہو۔ (مکارم الأخلاق للخرائطی، ص:183، رقم:549)

لمحۂ فکریہ: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم کا تذکرہ کرتے ہوئے ہم اپنی تُندمزاجی پر غور کریں تو شرم سے سر جھک جائے گا۔ معاشرے میں بے قابو ہو جانے اور انتقام لینے کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے، حالانکہ بڑا پَن غصّے کا اظہار نہیں، بلکہ بردباری کا مظاہرہ ہے۔

رِضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ

فارسی کا ایک مقولہ ہے جو سینکڑوں آیاتِ کریمہ واحادیثِ طیّبہ کا خلاصہ ہے۔ اگر بندہ اُسے اپنے دل میں بٹھالے تو زندگی کا رُخ بدل سکتا ہے: رِضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سب سے مقدّم اور سب سے زیادہ ضروری ہے۔ مالکِ کریم راضی ہو تو لوگوں کی ناراضی سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن ربِّ ذوالجلال کو ناراض کرکے ساری مخلوق کو بھی راضی کرلیں تو خسارہ ہی خسارہ ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پیغام بھیجا: أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ۔ یعنی مجھے کوئی مختصر نصیحت لکھ بھیجیے!

صدّیقہ بنتِ صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جوابی خط میں سلام کے بعد صاحبِ جوامع الکلم ﷺ کا یہ خوب صورت ارشاد لکھا:

⇐ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَرْضَى النَّاسَ عَنْهُ۔ یعنی "جو مسلمان لوگوں کی ناراضی مُول لے کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے (کسی کام سے ربِّ کریم راضی ہو اور دُنیادار اُس سے ناراض ہوتے ہوں تو وہ بندہ لوگوں کی پرواہ نہ کرے، بلکہ ربِّ کریم کو راضی کرنے کے لیے اُس کا پسندیدہ کام کر گزرے) تو اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو گا اور (اُسے لوگوں کے شرّ سے بچاکر) بندوں کو بھی اُس سے راضی کردے گا۔"

⇐ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ۔[1] یعنی "جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے لوگوں کو خوش کرنا چاہے تو ربِّ ذوالجلال اُس سے ناراض ہو گا اور لوگ بھی اُس سے خوش نہیں ہوں گے (بلکہ قادرِ مطلق لوگوں کو اُس پر مسلّط کردے گا)۔ (صحیح ابن حبان، حدیث:276)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مجتہد وفقیہ صحابی ہیں اور اُنھیں نبیِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں خاص قرب نصیب رہا ہے، اِس کے باوجود اُنھوں نے اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نصیحت کی درخواست کی۔ یہ ہمارے لیے سبق ہے کہ علم وحکمت سے کبھی بھی سَیر نہیں ہونا چاہیے۔ علمِ دین وہ وسیع سمندر ہے کہ اِس سے جتنا زیادہ پئیں اُتنی ہی پیاس بڑھتی جاتی ہے۔

پھر یہ درسِ ہدایت بھی ہے کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا بڑے خسارے میں ہے... اور ربّ کو راضی کرنے والے سے دُنیادار ناراض ہو جائیں تو بھی کامیابی اُس کے قدم چومتی ہے۔

---

[1] وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ: مَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ... وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث:2414)

قولہ ﷺ: وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ: يَعْنِي سَلَّطَ النَّاسَ عَلَيْهِ حَتَّى يُؤْذُوهُ وَيَظْلِمُوا عَلَيْهِ وَلَمْ يَدْفَعْ عَنْهُ شَرَّهُمْ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

حکومت میں دیانت کی حفاظت

منصب مل جانا کوئی بڑی بات نہیں؛ بعض اوقات عہدہ ذلّت ورُسوائی کا سبب بن جاتا ہے... حقیقت میں بڑی بات یہ ہے کہ بندہ منصب کو دیانت داری کے ساتھ نبھائے اور اُس کے تقاضے پورے کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علمِ غیب کی بنیاد پر کئی مرتبہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت ملنے کی بشارت دی، اِس کے ساتھ ساتھ آپ کی وِساطت سے اُمّت کی تربیت فرماتے ہوئے آپ کو کامیابی کے ساتھ حکومت چلانے کا سلیقہ بھی تعلیم فرمایا۔

ارشادِ نبوی: ایک مرتبہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سرکارِ دوعالَم ﷺ کو وُضو کروا رہے تھے، اِسی دوران آپ ﷺ نے ایک یا دو مرتبہ سرِ انور کو اُٹھایا اور فرمایا: يَا مُعَاوِيَةُ! إِنْ وُّلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللهَ عزوجل وَاعْدِلْ۔ یعنی "معاویہ! جب تمہیں حکومت ملے گی تو (اُس کے تقاضے پورے کرنے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل وانصاف سے کام لینا۔"

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فَمَا زِلْتُ أَظُنُّ أَنِّيْ مُبْتَلًى بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى ابْتُلِيتُ۔ مجھے اُسی وقت علم ہو گیا تھا کہ مَیں حکمرانی کی آزمائش میں مبتلا کیا جاؤں گا؛ کیونکہ یہ بات رسولِ کریم ﷺ نے فرمائی تھی (اور آپ ﷺ کی زبان سے جو بات نکلے وہ ہو کر رہتی ہے)، حتّٰی کہ واقعی طور پر مجھے حکومت مل گئی۔ (مسند احمد، حدیث: 16933، رجالہٗ ثقات)

عملِ سیدنا معاویہ: "تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"... اِس پیش گوئی کے مطابق سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے بادشاہِ اسلام بنے۔ آپ نے نبیِ کریم ﷺ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے خوفِ خدا اور عدل کا خوب مظاہرہ کیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مضبوط گرفت اور بے مثال عدل والے حاکم نے آپ کو شام کا گورنر بنایا، پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پورے بارہ سالہ عہد میں آپ کو اِس عہدے پر برقرار رکھا اور شہادتِ سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے بعد سیدنا امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کر لی، اِس کے بعد آپ 20 سال تک پوری سلطنتِ اسلامیہ کے حکمران رہے۔

آپ کی سیاسی بصیرت اور بہترین اندازِ حکومت کی بنا پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ آپ کو کسرائے عَرَب کہا کرتے تھے۔[1] آپ ہر روز مسجد میں تشریف فرما ہوتے، فَيَتَقَدَّمُ إِلَيْهِ الضَّعِيفُ وَالْأَعْرَابِيُّ وَالصَّبِيُّ وَالْمَرْأَةُ وَمَنْ لَا أَحَدَ لَهٗ۔ کمزور، دیہاتی، بچے، خواتین اور وہ افراد جن کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہوتا تھا، سب آپ کی اِس کھلی کچہری میں حاضر ہو کر اپنے اپنے مسائل بتاتے اور آپ فوری طور پر اُنھیں حل کرنے کا حکم دیتے۔ تمام سائلین چلے جاتے تو اشراف / خاص لوگ حاضر ہوتے، سلام دُعا کے بعد آپ اُنھیں فرماتے: تمہیں اشراف اِس لیے کہا جاتا ہے کہ تمہیں اِس خاص نشست کے ذریعے باقیوں پر عزّت وشرف دیا گیا ہے، اِرْفَعُوْا إِلَيْنَا

---

[1] حلم معاویۃ لابن أبی الدنیا، ص: 20، رقم: 3، دار البشائر۔ أنساب الأشراف للبلاذری، ج: 5، ص: 147، دار الفکر۔ تاریخ دمشق، ج: 59، ص: 114

حَوَائِجَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْنَا ۔ (تم اپنے اعزاز کے تقاضے پورے کرو اور) جن افراد کی ہم تک رسائی نہیں ہو سکی اُن کی حاجتیں ہمیں بتاؤ!

چنانچہ خاص لوگوں کے ذریعے عوام کی جن ضروریات کا ذکر ہوتا آپ اُنھیں بھی فوراً پورا کرنے کے احکام صادر فرماتے۔

(مروج الذہب للمسعودی، ج:3، ص:29،30، جامع الکتب الإسلامیۃ)

سرورِ عالَم ﷺ کا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوفِ خدا اور عدل وانصاف کی نصیحت فرمانا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اُس پر پختگی سے عمل کرنا اُمّتِ مسلمہ کے تمام حکمرانوں، افسروں اور ذمہ داروں کے لیے بہترین پیغام ہے۔ اِس پر عمل کریں تو حکومت و منصب اِعزاز کا ذریعہ ہو گا، ورنہ ذلّت ورُسوائی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

تردیدِ معترضین: بعض بدبخت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلطانِ اسلام بننے یا آپ کے اندازِ سلطنت پر اعتراض کرتے ہیں۔ اِس حوالے سے چند باتیں ذہن نشین رکھنی چاہییں:

1) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول ہیں اور نبیِ اکرم ﷺ نے صحابہ کے بارے میں زبان درازی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے اور ایسا کرنے والے کو سخت وعید ارشاد فرمائی ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث:3862)

2) پوری اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے بعد سب سے زیادہ عدل وانصاف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں تھا، ایسے انصاف پسند سلطان پر اعتراض کرنے والے سے بڑا احمق کون ہو گا!

3) پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سُلطان کس نے بنایا؟ رسول اللہ ﷺ نے ربِّ کریم کے حکم سے اِس کی بشارت دی اور سیدنا امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے شرحِ صدر اور اطمینان کے ساتھ خلافت آپ کے سپرد کی، پھر وصال تک اپنے فیصلے پر مطمئن رہے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پیش ہونے والے نذرانے کو بھی قبول فرماتے رہے۔ جو بدبخت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق بدزبانی کرے وہ حقیقت میں سیدنا امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے؛ کیونکہ آپ نے ہی خلافت اُن کے سپرد کی تھی، بلکہ وہ عقل کا اندھا سیدِ عالَم ﷺ پر اعتراض کرتا ہے؛ کیونکہ آپ ﷺ نے اِس کی بشارتیں دی تھیں، بلکہ وہ نالائق ربّ تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے؛ کیونکہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ جو بھی فرمائیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کی وحی سے ہی ارشاد فرماتے ہیں۔[1]

---

[1] قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَضَا الْقَادِرِيُّ: وَبِهٖ ظَهَرَ أَنَّ الطَّعْنَ عَلَى الْأَمِيْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ طَعْنٌ عَلَى الْإِمَامِ الْمُجْتَبٰى، بَلْ عَلٰى جَدِّهِ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ عَلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ؛ فَإِنَّ تَفْوِيْضَ أَزِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ بِيَدِ مَنْ هُوَ كَذَا وَكَذَا بِزَعْمِ الطَّاعِنِيْنَ خِيَانَةٌ لِلْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَقَدِ ارْتَكَبَهَا - مَعَاذَ اللهِ - الْإِمَامُ الْمُجْتَبٰى وَارْتَضَاهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔

(المعتمد المستند فی شرح المعتقد المنتقد، الباب الرابع فی الإمامۃ، ص:242، المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ)

تعظیمِ رسولِ کریم ﷺ میں فلاحِ عظیم

قرآنِ کریم نے سرکارِ دوعالَم ﷺ اور آپ کے ساتھ نسبت والے اُمور کی تعظیم کا حکم دیا ہے۔ علما نے لکھا: تعظیمِ رسول ﷺ ایمان کی جان اور اسلام کا حُسن ہے۔ اگر تعظیم کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے تو ایمان کی سلامتی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔

خاندانِ رسالت مآب ﷺ کے چشم وچراغ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر نبیِ کریم ﷺ کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے کتاب وحکمت کی تعلیم میں مصروف رہے، ہزاروں لوگوں نے آپ سے حدیثِ پاک کا درس لیا اور دینی علوم حاصل کیے۔ علمی شان وشوکت اور نسبی عزت ووَجاہت کے باوُجود نانا جان ﷺ کی تعظیم، خصوصًا حدیثِ رسول ﷺ کی تکریم کے حوالے سے آپ کا حسین انداز پوری اُمّت کے لیے مَشعلِ راہ ہے اور آج اِس جذبے کو فروغ دینے کی بے حد ضرورت ہے۔

حضرت مُصعب بن عبد اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: كَانَ مَالِكٌ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَانْحَنَى، حَتَّى يَصْعُبَ ذٰلِكَ عَلٰى جُلَسَائِهِ۔ یعنی جب امام مالک علیہ الرحمہ کے سامنے سرکارِ دوعالَم ﷺ کا ذکر ہوتا تو تعظیم واحترام کی وجہ سے اُن کا رنگ بدل جاتا اور اُن کا سر مبارک جھک جاتا، حتّٰی کہ پاس بیٹھنے والے دنگ رہ جاتے۔

کسی نے آپ سے اِس کیفیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: لَوْ رَأَيْتُمْ (مَا رَأَيْتُ) لَمَا أَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ مَا تَرَوْنَ۔ یعنی جو نظّارے مَیں نے کیے ہیں اگر تم بھی اُن کا مشاہدہ کرتے تو تمہیں میری حالت دیکھ کر تعجب نہ ہوتا۔

پھر امام مالک علیہ الرحمہ نے اپنے اساتذہ واکابر کے واقعات بتائے۔ فرمایا:

- وَلَقَدْ كُنْتُ آتِي جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَكَانَ كَثِيْرَ الْمِزَاحِ وَالتَّبَسُّمِ، فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ ﷺ اخْضَرَّ وَاصْفَرَّ۔ یعنی بلاشبہ مَیں حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوتا رہا ہوں، وہ بہت خوش مزاج تھے اور اُن کے چہرے پر تبسُّم کی رونق رہتی تھی، مگر جب اُن کے سامنے اُن کے نانا جان ﷺ کا ذکرِ خیر ہوتا تو تعظیم ومحبت سے اُن کے چہرۂ پُر نور کا رنگ بدل جاتا تھا۔
- وَلَقَدِ اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ زَمَانًا، فَمَا كُنْتُ أَرَاهُ إِلَّا عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: إِمَّا مُصَلِّيًا وَإِمَّا صَائِمًا وَإِمَّا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔ یعنی مَیں ایک عرصے تک اُن کے پاس حاضر ہوتا رہا ہوں، مَیں نے اُنھیں نماز، روزے اور تلاوتِ کلامِ مجید میں ہی مصروف دیکھا ہے۔
- وَمَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِلَّا عَلَى الطَّهَارَةِ۔ امام جعفر صادق علیہ الرحمہ جب بھی اپنے نانا جان ﷺ کی احادیثِ مبارکہ بیان فرماتے تو باوُضو ہی سنایا کرتے تھے۔
- وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ۔ یعنی آپ کبھی بھی فضول / بے مقصد بات نہیں کرتے تھے۔

(ترتیب المدارک للقاضی عیاض، ج:2، ص:51، 52، وزارۃ الأوقاف بالمملکۃ المغربیۃ۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج:2، ص:42، DKI)

باہمی مَحبَّت... ذریعۂ سعادت

دینِ متین اِس بات کی تاکید فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو باہم مَحبَّت واُلفت رکھنی چاہیے۔ اختلافِ رائے ہو تب بھی اُسے نفرت میں تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کے ساتھ پیار ربِّ کریم کی رحمتِ بے شمار کا ذریعہ ہے۔

باہمی مَحبَّت کی مثالیں بھی اُنہی دونوں ہستیوں کی سیرت سے لیتے ہیں جن کے ذکرِ خیر کی برکتیں آج ہم سمیٹ رہے ہیں۔

محبَّتِ سیدنا معاویہ: سیدنا عثمانِ غنی کے قاتلین سے قصاص لینے کے بارے میں سیدنا علیِ مرتضٰی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اجتہادی (شرعی دلائل کی روشنی میں) اختلافِ رائے تھا، اِس کے باوجود اُن کے باہمی پیار کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی۔

حضرت ضِرار صُدائی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے خاص خدّام میں سے ہیں۔ ایک موقع پر وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: صِفْ لِيْ عَلِيًّا۔ میرے سامنے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرو! حضرت ضِرار رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا علیِ مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی شان میں طویل گفتگو کی اور اُن کی دنیا سے بے رغبتی وعاجزی کا ذکر کیا۔

راوی نے کہا: فَوَكَفَتْ دُمُوْعُ مُعَاوِيَةَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ مَا يَمْلِكُهَا، وَجَعَلَ يُنَشِّفُهَا بِكُمِّهٖ وَقَدِ اخْتَنَقَ الْقَوْمُ بِالْبُكَاءِ۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بے اختیار اتنا روئے کہ اُن کی داڑھی شریف آنسوؤں سے تر ہوگئی، پوری محفل پر ایک کیفیت طاری تھی اور سبھی اشک بار تھے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:1، ص:85، مطبعۃ السعادۃ۔ سیر السلف الصالح للأصفہانی، ج:1، ص:208۔ تاریخ مدینۃ دمشق:24/401)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رَحِمَ اللهُ أَبَا الْحَسَنِ، كَانَ وَاللهِ كَذٰلِكَ۔ اللہ تعالیٰ سیدنا علی پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے! قسم بخدا! وہ ایسے ہی تھے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج:3، ص:1108، دار الجیل۔ ترتیب الأمالی الخمیسیۃ للشجری، ج:2، ص:432)

اُلفتِ سیدنا جعفر: سالم بن ابو حفصہ کے سیدنا صدیقِ اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق خیالات اچھے نہیں تھے۔ وہ کہتا ہے کہ مَیں نے امامِ جعفر صادق اور امامِ محمد باقر رحمہما اللہ تعالیٰ سے جنابِ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں پوچھا۔ دونوں بزرگوں نے فرمایا: يَا سَالِمُ! تَوَلَّهُمَا وَابْرَأْ مِنْ عَدُوِّهِمَا، فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى۔ "سالم! اُن سے محبّت کرو اور جو اُن کا نہیں اُس سے لاتعلق ہو جاؤ؛ صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم دونوں راہِ ہدایت کے امام ہیں۔"

سالم کہتا ہے: امامِ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا وقتِ وصال قریب تھا تو آپ نے مجھے سنانے کے لیے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَتَوَلّٰى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأُحِبُّهُمَا، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ فِيْ نَفْسِيْ غَيْرُ هٰذَا فَلَا نَالَتْنِيْ شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اے اللہ! مَیں صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم سے محبت کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر میرے دل میں اُن کی محبت کے علاوہ کوئی بات (بغض) ہے تو مجھے میرے نانا جان ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو! (فضائل الصحابہ للدار قطنی، رقم:66۔ سیر اعلام النبلاء، ج:4، ص:406، مؤسسۃ الرسالۃ)

حرفِ آخر: سیرتِ اَبرار کے اَنوار اور ہمارا حالِ زار

کسی شخص کے گھر میں سونے کا وسیع ذخیرہ موجود ہو، مگر وہ اُسے چھوڑ کر دوسروں کے تانبے پر نظر رکھے تو دُنیا اُسے بے وقوف قرار دے گی؛ کیونکہ سونے کے مقابلے میں تانبے کی کیا حیثیت! پھر اپنی اور پرائی چیز میں کیا نسبت!

ہمارے بزرگوں کے کارنامے اتنے شان دار ہیں کہ بلا مبالغہ وہ سنہری حروف سے لکھنے اور مَشعلِ راہ بنانے کے قابل ہیں.... مگر ہم ہیں کہ اُن کی سیرتوں سے روشنی لینے کے بجائے غیروں کی تاریک تہذیب پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔

اقبال علیہ الرحمہ نے ملّت کے جوانوں کو اپنے اکابر کی داستانیں پڑھنے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کا شوق دلاتے ہوئے کہا:

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبُّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردُوں تھا، تُو جس کا ہے اِک ٹوٹا ہوا تارا[1]

راہِ ہدایت پر چل کر کامیابی پانے والے اکابر کی پیروی کا درس اِس آیتِ کریمہ سے بھی ملتا ہے: اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ... "یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی تو تم اِنہی کے راستے پر چلو!" [الانعام:90:06]

یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر ہم نے اپنے بڑوں کا راستہ نہ چھوڑا ہوتا تو آج دُنیا بھر میں یوں ذلیل و رُسوا نہ ہوتے۔ اقبال نے کہا:

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا[2]

ہمیں عروجِ رفتہ کو پانے کے لیے اکابر کی راہ پر پلٹنے کی اشد ضرورت ہے؛ یہی شعور بیدار کرنے کے لیے آج رجب المرجّب میں وصال فرمانے والی دو عظیم الشان ہستیوں کی مبارک زندگیوں سے کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ ایک شخصیت کا نامِ نامی سلطانِ اسلام، کاتبِ وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے... جن کے اندازِ حکومت اور حِلم و تدبُّر کی ساری دُنیا تعریف کرتی ہے اور دوسری ہستی حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ کی ہے... جو سرورِ عالَم ﷺ کی نسلِ پاک سے ہیں، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے ہیں اور مادری نسبت سے اُن کا سلسلہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ خطبہ کے چند اہم نکات یہ ہیں:

❖ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حِلم و بردباری کا پہاڑ تھے۔ آپ بیس سال تک پوری سلطنتِ اسلامیہ کے سربراہ رہے اور مخلوق میں سے کسی کو بھی جواب دہ نہیں تھے.... اتنے بڑے منصب کے باوُجود تکبُّر اور جوشِ انتقام آپ کے قریب سے بھی نہیں گزرا، بلکہ

---

[1] گردُوں: آسمان۔ یعنی اے مسلم نوجوان! کبھی تُو نے غور و فکر کیا ہے کہ تُو کس عظیم الشان آسمان کا ٹوٹا ہوا ایک ستارا ہے!

[2] یعنی اپنے بزرگوں سے اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ عالیہ کی جو وراثت ہمیں ملی تھی ہم نے اُس کی حفاظت و قدر نہ کی تو آسمان نے ہمیں ثریا کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں پر گرا دیا اور اب ہم تنزُّلی کے آخری درجے پر ہیں۔

آپ کی بردباری اور معاف کر دینے کے واقعات اِتنے زیادہ ہیں کہ فقط اِس وصف پر امام ابن ابی الدنیا کی پوری کتاب موجود ہے۔

ہمارے معاشرے میں چھوٹی چھوٹی ذاتی باتوں پر لڑائیوں اور قتل وغارت کا جو بازار گرم ہے اُس میں ہمیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اِس عظیم الشان وصف کو اختیار کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔

- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرمائش پر اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُنھیں بطورِ نصیحت حدیثِ نبوی لکھ کر بھیجی تھی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے کو ربِّ کریم کی رِضا حاصل کرنے کے لیے فکر مند ہونا چاہیے، اگر رِضائے اِلٰہی والا کام کرنے سے دُنیادار ناراض ہوتے ہوں تو اُن کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ مالک راضی ہو جائے تو لوگوں کے شر سے خود بچالیتا ہے۔
- سید عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکومت کی بشارت بھی عطا کی، نیز اُمّت کی تربیت کے لیے اُنھیں خوفِ خدا اور عدل وانصاف کی تاکید بھی فرمائی۔ یہ قیامت تک کے حکمرانوں اور ذمہ داروں کے لیے بہترین پیغام ہے۔
- وارثِ نسبتِ رسول، سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی احادیثِ طیّبہ کا بے حد ادب کرتے تھے۔ یہ جذبہ سلامتیِ ایمان کی ضمانت ہے۔ اِسے اختیار کرنا اور نسلِ نَو تک منتقل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔
- صحابۂ کرام اور اہلِ بیت عظام علیہم الرضوان کا باہمی پیار بھی مَشعلِ راہ ہے۔ کاش ہمیں بھی اُس کی ایک جھلک نصیب ہو جائے!

شرعی مسئلہ: 22 رجب المرجب کو بہت سے مسلمان سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کے لیے نیاز پکاتے اور تقسیم کرتے ہیں، اِسے رجب کے کونڈے بھی کہا جاتا ہے۔ اِس کے بارے میں شرعی حکم کا خلاصہ یہ ہے کہ نیاز کا اصل مقصد ایصالِ ثواب ہے، یعنی اصل مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے کھانے اور کلماتِ طیبات کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسُّل پاک سے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ یہ نیاز اگر شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہو تو باعثِ خیر وبرکت ہے۔ البتہ چند باتوں کا لحاظ ضروری ہے:

1) معتبر روایات کے مطابق امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ وصال 22 رجب نہیں، 15 شوال یا 15 رجب ہے، جب کہ ایک روایت کے مطابق 22 رجب سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ وصال ہے؛ لہٰذا امام جعفر صادق کے ساتھ ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی ایصالِ ثواب کرنا چاہیے۔

2) اس موقع پر یہ نہ سمجھا جائے کہ خاص برتن ضروری ہیں یا کونڈے گھر کے اندر رکھنا ہی ضروری ہے، بلکہ جس طرح باقی دنوں میں ایصالِ ثواب ہوتا ہے یہ بھی ایصالِ ثواب ہے۔ کچھ بھی پکایا جاسکتا ہے، کسی بھی برتن میں رکھا جاسکتا ہے، کہیں بھی لے جایا جاسکتا ہے اور ہر مسلمان کھا سکتا ہے۔

3) اس موقع پر بعض لوگ "دس بیبیوں کی کہانی" یا "بی بی فاطمہ کا معجزہ" وغیرہ پڑھتے ہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ اِن کے بجائے قرآن کریم اور دُرود پاک وغیرہ کی تلاوت کی جائے۔ (دیکھیے: اسلامی زندگی، ص: 75، مکتبۃ المدینہ)

اللہ تعالیٰ سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ اور وارثِ نسبتِ مصطفیٰ کریم ﷺ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صدقے میں ہماری بخشش و مغفرت فرمائے! اور ہمیں اُن کی مبارک سیرتوں سے نور حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے!

قادرِ مطلق اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!